۲۔ تسخیر اشیاء اور نعمہائے الٰہیہ

جناب مولوی شہاب الدین صاحب ندوی ناظم فرقانیہ اکیڈمی (بنگلور)

(آخری قسط کا بقیہ)

بیسویں صدی میں استعماریت کی نئی شکل آج غیر قوموں پر سیاسی غلبہ یا استعماریت ونوآبادیت (Colonialism) کا دور نہیں رہا۔ بلکہ اٹھارویں اور انیسویں صدی میں یورپین قوموں نے برق و بھاپ کو مسخر کر کے اور اپنی طاقت واقتدار کے بل بوتے پر جن جن ایشیائی اور افریقی ممالک پر قبضہ کر لیا تھا، وہ بیسویں صدی میں، خود انہی قوموں کے وضع کردہ فلسفۂ قومیت و وطنیت (Nati-onalism) کے منطقی نتیجے کے طور پر، ایک ایک کر کے سب کے سب آزاد ہوتے چلے گئے۔ اور ان مفتوح و مغلوب قوموں کے جذبۂ آزادی کو دبانے اور کچلنے کے لیے ان کی قوت و طاقت اور شان و شوکت کچھ بھی کام نہ آسکی۔ مگر یہ عجیب بات ہے کہ وہ قومیں جو اقوام مغرب کے غلبے و تسلط سے سیاسی طور پر آزاد ہوگئیں؛ ذہنی، تہذیبی اور تمدنی اعتبار سے ان اقوام کے تسلط سے آزاد نہ ہو سکیں کیونکہ تعلیم اور علوم و فنون نیز صنعت و ٹکنالوجی کے باب میں یہ قومیں بدستور پس ماندہ اور مغرب سے کوسوں دور ہیں۔ نتیجہ یہ کہ سیاسی آزادی کے باوجود گویا کہ اپنی تمدنی اور فوجی ضروریات کے باب میں عملاً انہی کی دست نگر اور انہی کی غلام بنی ہوئی ہیں۔ اور یہ تمدنی غلامی اس وقت تک برقرار رہے گی جب تک کہ یہ قومیں علوم و فنون میں

کمال حاصل کر کے صنعت و ٹکنالوجی میں ترقی نہیں کر لیتیں اور ہر حیثیت سے اپنے آپ کو خود کفیل نہیں بنا لیتیں۔

ایک حیثیت سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ تہذیبی و تمدنی غلامی دراصل سیاسی غلامی سے بھی بدتر ہے۔ بلکہ وہ نو آزاد ملکوں کے سیاسی عدم استحکام اور اندرونی خلفشار کی ایک علامت بنا ہوا ہے۔ کیونکہ غالب اور ترقی یافتہ قومیں اس قوت کو ایک سیاسی حربے کے طور پر استعمال کرتی ہیں۔ اور اس حربے کی وجہ سے بڑی طاقتوں کو ان غیر ترقی یافتہ یا پس ماندہ ممالک کے اندرونی معاملات میں دخیل بننے اور اپنی من مانی شرائط کے منوانے کا بھی موقع مل جاتا ہے۔ اس طرح گویا کہ نو آزاد ملکوں کی سیاسی آزادی بڑی طاقتوں یا طاقتور قوموں کے پاس رہن رہتی ہے اور وہ وقت آنے پر جو چاہتی ہیں کر گذرتی ہیں۔ بلکہ اب تو کچھ ایسے تماشے ظاہر ہونے لگے ہیں کہ آزاد ممالک کی بھی خیر نظر نہیں آرہی ہے اور کھلم کھلا جارحانہ کارروائیاں شروع ہو چکی ہیں۔ جن میں سے ایک واضح مثال ماضی قریب میں فلسطین مرحوم کی تھی اور اب ایک تازہ مثال افغانستان کی، جو اپنی آزمائش کے بدترین دور سے گزر رہا ہے۔

اس طرح بڑی طاقتوں کی حریصانہ اور للچائی ہوئی نظریں آج مشرق وسطیٰ کے مسلم ممالک اور خصوصاً خلیجی ملکوں پر لگی ہوئی ہیں۔ اور وہ ان کے معاملات میں دخیل بن کر ان پر قبضہ کر لینے کے لیے مختلف حیلوں اور بہانوں کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔ کیونکہ ان ممالک سے حاصل ہونے والی خام پیداوار (پٹرول) کی حیثیت اپنی صنعتی، تمدنی اور عسکری اہمیت کے اعتبار سے دنیا کی شہ رگ کی حیثیت رکھتی ہے۔

ان حالات میں قصۂ آدم اور اس کا فلسفہ ہم کو جھنجھوڑ رہا ہے اور یہ سبق

دے رہا ہے کہ ہم جتنی جلد ہو سکے مغرب کی ـــــ یا زیادہ صحیح معنوں میں ترقی یافتہ قوموں کی ـــــ اس بدترین تمدنی غلامی اور اُن کے طلسمی جال سے باہر نکلیں اور اپنے پیروں پر آپ کھڑے ہونا سیکھیں۔ مادی اعتبار سے قوت و طاقت حاصل کیے بغیر ہم سیاسی استحکام کا خواب بھی نہیں دیکھ سکتے۔ اور مادی قوت و طاقت کا راز علوم و فنون اور سائنس و صنعت کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے، ذہنی و فکری قوتوں کو بیدار کرنے اور انھیں پروان چڑھانے میں پوشیدہ ہے لہٰذا ملت اسلامیہ کو خود کفیل بنانے کی خاطر پوری سنجیدگی کے ساتھ اس معاملے پر غور کرنا اور عملی طریقے اختیار کرنا چاہیے تاکہ پندرھویں صدی اسلام کی صدی بن سکے اور دین اسلام کا بول بالا ہو۔

نوٹ: یہ مقالہ راقم سطور کی نئی کتاب "اسلام کی نشاۃ ثانیہ قرآن کی نظر میں" کے شروع کے دو ابواب پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب مجلس نشریات اسلام کراچی کے ماتحت زیر طبع ہے۔

فہرست مراجع

اس مقالے میں جن کتابوں کا حوالہ دیا گیا ہے وہ یہ ہیں:۔

- قرآن مجید
- تفسیر ابن کثیر، حافظ عماد الدین ابن کثیر، دار الاحیاء الکتب العربیۃ، مصر
- تفسیر روح المعانی، شہاب الدین محمود آلوسی، دیوبند
- تفسیر کبیر، محمد فخر الدین رازی، مطبع حسینیہ و مطبع عامرہ، مصر
- تفسیر کشاف، جار اللہ محمود زمخشری، انتشارات آفتاب، تہران
- احکام القرآن، ابو بکر احمد بن علی جصاص رازی، دار الکتاب العربی، بیروت، ۱۳۳۵ھ

۷۔ تفسیر المنار، سید رشید رضا، دار المعرفۃ بیروت،
۸۔ تفسیر بیضاوی، ابو الخیر عبد اللہ بن عمر البیضاوی، کتب خانہ رحیمیہ دیوبند، ۱۳۷۱ھ
۹۔ تفسیر الجواہر، شیخ طنطاوی جوہری، مصر ۱۳۵۰ھ
۱۰۔ تفسیر ماجدی، مولانا عبد الماجد دریا بادی، طبع ثانی لکھنؤ۔
۱۱۔ تفسیر معارف القرآن، مولانا مفتی محمد شفیع، دیوبند
۱۲۔ المفردات فی غریب القرآن، ابو القاسم حسین بن محمود راغب اصفہانی، دار المعرفۃ بیروت۔
۱۳ القاموس المحیط، مجد الدین فیروز آبادی، مصر
۱۴۔ صحیح بخاری، امام محمد بن اسماعیل بخاری، بترتیب جدید، استنبول، ۱۹۷۹ء
۱۵۔ صحیح مسلم، امام مسلم بن حجاج نیشاپوری، دار الافتاء ریاض۔
۱۶۔ فتاویٰ ابن تیمیہ، امام تقی الدین احمد ابن تیمیہ،
۱۷۔ زاد المعاد فی ھدی خیر العباد، حافظ شمس الدین ابن قیم جوزی، دار الافتاء ریاض،
۱۸۔ الطب النبوی لابن القیم الجوزیہ، عبد الغنی عبد الخالق، مکتبۃ النہضۃ الحدیثۃ، مکہ مکرمہ۔
۱۹۔ سیرت النبی جلد چہارم، علامہ سید سلیمان ندوی، اعظم گڈھ۔
۲۰۔ مذہب اور سائنس، مولانا عبد الباری ندوی، مجلس تحقیقات ونشریات اسلام۔
۲۱۔ مذہب اور سائنس، ڈاکٹر مولوی عبد الحق، ماڈرن پبلشنگ ہاؤس، نئی دہلی، ۱۹۸۰ء
۲۲۔ نامعلوم انسان، مصنفہ الکسس کیرل، مترجمہ محمد یوسف کوکن عمری ایم۔ اے۔ مدراس یونیورسٹی، ۱۹۵۳ء
۲۳۔ خدا موجود ہے، مرتبہ جان کلوور مونسما، مترجمہ عبد الحمید صدیقی، مقبول اکیڈمی لاہور۔

۲۴- جدید معلومات سائنس، حصّہ اول، آفتاب حسن، انجمن ترقی اردو ہند-
۲۵- تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ، مترجمہ سید نذیر نیازی، لاہور، ۱۹۵۸ء
۲۶- فکر اقبال، ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم، علی گڑھ، ۱۹۷۷ء
27- The Encyclopedia of ignorance, edited by ronald duncan, Pergamon Press, Oxford, 1978.
28.— A class Book of Botany, by A. C. Dutta, Oxford University Press, Calcutta, 1978.
29— The chemistry of life, by steven. Rose, Pelican Books, Middlesex England, 1977.
30— Asimov's Guid to science, pelican Books, England 1978.
31— outlines of Zoology, by M. E. ayyar, Madras, 1976.
32— The Penguin Dictionary of biology, Middlesex, England, 1979.
33— Botany for degree students, by A. C. Dutta, Oxford University Press, Calcutta, 1979.

34— Will to Doubt, by Bertrand Russel. (بحوالہ مذہب اور سائنس)

35— A Short History of science, by W. C. Damriers. (بحوالہ مذہب اور سائنس)

وحی الٰہی

مؤلفہ مولانا سعید احمد اکبر آبادی ایم۔ اے

وحی اور اس سے متعلقہ مباحث پر محققانہ کتاب جس میں اس مسئلہ کے ایک ایک پہلو پر ایسے دل پذیر و دلکش انداز میں بحث کی گئی ہے کہ وحی اور اس کی صداقت کا نقشہ آنکھوں کو روشن کرتا ہوا دل میں سما جاتا ہے اور حقیقت وحی سے متعلق تمام خلشیں صاف ہو جاتی ہیں۔ صفحات ۲۰۰

قیمت -/۸ مجلد -/۱۲

معتمد

ملنے کا پتہ:

مکتبہ برہان، جامع مسجد، اردو بازار، دہلی ۶